



## سوال

(126) قرآن مجید کو غلط پڑھنا

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

1- جو شخص قرآن عزیز غلط پڑھتا ہے شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

۲- جاہل اور بے علم امام کے پیچھے عالم شخص کی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

۳- ایک امام قرآن مجید کے اعراب وغیرہ کا کوئی خیال نہیں کرتا، اس کے متعلق حکم شرعی کیا ہے؟

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اگر کوئی شخص جان بوجھ کر قرآن مجید غلط پڑھتا ہے تو ایسا آدمی سخت مجرم، گناہ گار اور واجب التذکر ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ قرآن عزیز ایسے شخص پر لعنت کرتا ہے کیونکہ ایسا شخص تحریف لفظی کا مرتکب ہوتا ہے اور تحریف لفظی کفر کے مترادف ہے۔ ایسے آدمی کو توبہ کرنی چاہیے۔ اگر جان بوجھ کر نہیں بلکہ کوئی اور وجہ ہے مثلاً لکنت وغیرہ، تو پھر ایسا شخص مجبور ہے۔ تاہم اسے بھی اپنی بساط تک صحیح پڑھنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔ اگر وہ اس کوشش میں لگا رہے گا تو ان شاء اللہ اسے دو گنا ثواب ملے گا۔ خدا توفیق ارزانی فرمائے۔ حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا أَذُنُ اللَّهِ لشيءٍ مَّا أَذُنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَّقِي بِالْقُرْآنِ»، وَقَالَ صَاحِبُ لَه: يُرِيدُ: أَنْ يَجْتَنِبَهُ - (صحیح بخاری: ص ۵۱، ج ۲ باب من لم يتقن بالقرآن)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اتنا متوجہ ہو کر کسی چیز کو نہیں سنتا جتنا قرآن کی طرف متوجہ ہو کر سکتا ہے۔ جب پیغمبر ﷺ اس کو خوش آوازی سے پڑھتے ہیں۔“

ابو سلمہ راوی حدیث کو ایک دوست عبد الحمید بن عبد الرحمن کہتا تھا۔ اس حدیث میں يتقن بالقرآن سے یہ مراد ہے کہ پرکار کر اس کو پڑھے۔ علمائے حدیث نے لم يتقن بالقرآن کے تین مطلب بیان کئے ہیں:

۱۔ قرآن مجید کو بھی کافی سمجھنا چاہیے، دوسرے مذاہب کی کتب کا مطالعہ غیر ضروری سمجھنا چاہیے۔



۲۔ دوسری جماعت کا خیال ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو قرآن کو نعمت عظمیٰ سمجھ کر اس کی وجہ سے غنی اور بے پروا نہ رہے بلکہ دنیا داروں کی خوشامد کرے اور ان سے اپنی احتیاج بیان کرے، ایسا شخص مسلمان نہیں۔

۳۔ اہل علم کی تیسری جماعت کا خیال ہے کہ جو شخص قرآن مجید کو خوش آوازی سے نہ پڑھے وہ گناہ گار ہے۔ بہر حال اس حدیث کا جو بھی مفہوم ہو، یہ بات واضح ہے کہ قرآن مجید کو صحت کے ساتھ پڑھا ضروری ہے۔ حافظ ابن حجرؒ اس حدیث کے ذیل لکھتے ہیں:

اما تحسین الصوت و تقدیم حسن الصوت علی غیرہ فلا نزاع فی ذلک۔ (فتح الباری: ص ۶۳ ج ۹ طبع مصر)

”قرآن مجید کو خوش آوازی سے پڑھنا اور خوش آواز قاری کو امام بنانے میں کوئی نزاع نہیں ہے۔“

أجمع العلماء علی استنباب تحسین الصوت بالقرآن نالہم یخرج عن حد القراءۃ بالتطیظ فان خرج حتی زاد حرفاً أو أنقصه حرام۔ (فتح الباری ص ۶۳ ج ۹)

”قرآن مجید کو خوش آوازی سے پڑھنا بالاجماع مستحب ہے۔ بشرطیکہ وہ قراءت معروفہ کی حد سے متوازن نہ ہو اور کوئی حرف پھوڑ دینا یا کسی حرف کا اضافہ کرنا حرام ہے۔

بہر حال خوش آوازی جمعی مستحب ہوگی جب وہ صحت الفاظ کے ساتھ ہو، ورنہ نہیں۔ واللہ اعلم

## ۲۔ جاہل امام کے پیچھے نماز:

جاہل کے پیچھے عالم کی نماز اگرچہ ہو جاتی ہے تاہم عالم آدمی کو پھوڑ کر جاہل کو امام بنانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ امامت کے لیے ایسا آدمی ہونا چاہیے جو عالم اور ماہر قرآن ہو۔

عن ابن ابی مسعود عقیب بن عمرو قال قال رسول اللہ ﷺ یوم القوم أقرأهم بكتاب اللہ۔۔۔۔۔ الحدیث روا واحد مسلم۔ قال القاضي الشوکانی فی النیل وقد اختلف فی المراد من قوله: " یوم القوم أقرأؤہم " فقیل المراد أستم قراءۃ وإن کان أقمم حفظاً، وقیل: أكثر ہم حفظاً للقرآن ویدل علی ذلک ما رواه الطبرانی فی الکبیر ورجاله رجال الصحیح عن عمرو بن سلمة أنه قال: « انطلقت مع ابی ابی النبی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ بإسلام قومہ، فكان فیما أوصانا: بیومکم أكثرکم قرآناً، فکنت أكثرہم قرآناً فھذا مونی» (اخرجہ ایضاً البخاری، ابوداؤد والنسائی)

یعنی قوم کی امامت اللہ کی کتاب (قرآن مجید) زیادہ پڑھنے والا کرے۔ امام محمد شوکانی نے نیل الاوطار میں لکھا ہے کہ محدثین نے آراہم (زیادہ پڑھنے والا) کے متعدد معنی لکھے ہیں بعض نے لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ ہے جو بہترین طریقہ سے پڑھنے والا ہو۔ اگرچہ قرآن مجید کم ہی یاد ہو۔ اور بعض کے مطابق اس سے وہ شخص مراد ہے جو زیادہ قرآن کا حافظ ہو۔ اس مطلب کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو طبرانی کبیر میں ثقہ راویوں سے مروی ہے۔ عمرو بن سلمہ سے روایت ہے کہ جب میرے والد اپنی قوم کے اسلام لانے کی خبر لے کر جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں بھی اپنے والد کے ساتھ گیا تھا۔ آپ نے ہمیں کچھ وصیتیں فرمائی تھیں۔ منجملہ ایک وصیت یہ تھی کہ زیادہ قرآن والا امامت کرے۔ میں زیادہ قرآن جانتے والا تھا، انہوں نے مجھ کو امام بنا لیا۔

عن جابر عن النبی ﷺ قال لا تؤمن امرؤہ رجلًا ولا امرأہ م حاجرہ اولاً یؤمن فاجر مؤمناً الا ان یفقر بسلطان یحاف سوطہ وسیفہ۔ (رواہ ابن ماجہ)

”یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت مرد کی امامت نہ کرے اور اعرابی ماجر کی امامت نہ کرے اور نہ فاجر مومن کی، مگر یہ کہ جبراً امام بن جائے، بلکہ کوڑے اور تلوار کے بل بوتے پر، تو ایسی صورت میں مومن کو فاجر کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ عالم کی موجودگی میں جاہل کو منصب امامت پھوڑ دینا چاہیے۔ کیونکہ اس منصب کا اہل نہیں ہے۔

## ۳۔ اعراب کا خیال نہ کرنے والے کے متعلق شرعی حکم:



ایسا شخص سخت نافرمان ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ شد، مد اور اعراب کا خاص خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے :

قال قتادة سألت انس بن مالك عن قراءة النبي ﷺ فقال كان يهتدًا - (باب مد القراءة : ج 1 ص 453)

”جناب قتادہؓ تابعی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی قراءت کیسی ہوتی تھی؟ تو انہوں نے بتایا: مد کے ساتھ یعنی جس حرف کو لمبا کرنا چاہیے اس کو لمبا کرتے تھے۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اعراب، زبر، زیر، پیش، مد وغیرہ کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ورنہ معانی میں التباس اور خلل کا اندیشہ ہے۔ لہذا ایسا امام جو اعراب کا خیال نہیں رکھتا، ایسے امام کو امامت کے منصب سے رضا کارانہ سبکدوش ہو جانا چاہیے۔ بصورت دیگر اسے امامت سے ہٹا دینا چاہیے۔ تاہم اگر کسی فتنہ کا خطرہ ہو تو مجبوری ہے۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

## فتاویٰ محدیہ

ج 1 ص 421

محدث فتویٰ